B.A Part II Urdu (MB)
Dr Shahnaj Ara
Deptt of Urdu
Dr. L.K.V.D. College

سعادت حسن منٹو کی افسانہ نگاری

تقسیم ملک کا المیہ ہمارے ادب کو موادی سطح پر ایک ایسا موضوع فراہم کیا جس کو متعدد تخلیق کاروں نے مرکز نگاہ بنایا ہے۔ انسانی تاریخ کا المناک ترین سانحہ سے زمانی قربت اکثر ترسیل کی راہ میں حجاب بن جاتی ہے۔ اور تقسیم وطن سے متعلق بیشتر تخلیقات میں تجربہ کا فوری پن تو نظر آتا ہے مگر اس دل دوز واقعہ کی تہہ تک پہنچنے کا سراغ نہیں ملتا۔ اس ضمن میں استثنائی مثال سعادت حسن منٹو کی ہے۔ جس کے افسانوں کا ایک اہم موضوع تقسیم ملک ہے منٹو کی انفرادی ذہانت نے اسی موضوع کو ایک لازمانی حیثیت عطا کر دیا ہے۔ تقسیم کا خارجی واقعہ منٹو کے لیے زیادہ اہم نہیں ہے۔

افسانہ نگار اپنے عہد کی جو عکاسی کرتا ہے وہ ان معنوں میں اہم ہے کہ وقت گزر جاتا ہے مگر فن پارے مذکورہ عہد کے چشم دید گواہ بن کر قائم رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات یہ معاشرتی تاریخ اس صداقت اور صورت واقعہ کے ساتھ رقم کرتے ہیں کہ تاریخ داں بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے کہ یہ محض واقعہ کا ریکارڈ نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ہم ناقدین ان کو اپنے۔ اپنے طریقے سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔

اس اکائی کا مقصد اسی دور کو اجاگر کرنا ہے جب ترقی پسندی کا زور تھا رومانیت ایک طرح سے حقیقت پسندی میں ضم ہو چکی تھی۔ حلقہ ارباب ذوق بھی اپنی محفلیں جما رہا تھا مگر منٹو کسی تحریک سے منسلک ہو کر آزادانہ طور پر نت نئی تخلیقات خلق کر رہے تھے۔

پیمانہ اس کلیہ کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ سعادت حسن منٹو اپنی انفرادی خصائص کو قائم رکھتے ہوئے کیا پیش کرتا ہے۔ اور وہ کس حد تک کامیاب رہتے ہیں ان کا ماننا تھا کہ کوئی بھی ادیب فن پارے کو خلق کرتے وقت محدود شدہ دائرے میں نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ حصار میں رہ کر ادب فروغ نہیں پا سکتا ہے۔ منٹو نے اپنی ذات کو حد بندیوں سے آزاد رکھ کر فن پارے خلق کیے ہیں۔ مذکورہ اکائی سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ انہوں نے موضوعات پر تین طرح کے نظریوں کی پیروی کی یعنی سیاست، رومانیت، اور جنسیت۔

سعادت حسن منٹو

> "میرا نام سعادت حسن منٹو ہے میں ایک ایسی جگہ
> پیدا ہوا تھا جو اب ہندوستان میں ہے میری ماں وہاں
> دفن ہے۔ میرا باپ وہاں دفن ہے، میرا پہلا بچہ بھی
> اس زمین میں سو رہا ہے لیکن اب وہ میرا وطن نہیں۔"

لیکن حقیقتاً یہ تینوں راستے فرد اور سماج کی عکاسی کے لیے منتخب کیے گئے ہیں جنہیں اجاگر کرنے میں وہ پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔ اس لیے وہ ترقی پسند ہوتے ہوئے بھی تحریک سے وابستہ نظر نہیں آتے بلکہ ان کا نام تحریک سے جڑ کر تحریک کی افادیت کو بڑھاتا ہے۔ اس اکائی میں منٹو کے افسانوں کی اہم خصوصیات پر روشنی ڈالی جائے گی۔ اس سبق کے تحت آپ منٹو کی زندگی ان کی افسانہ نگاری ~~و خصوصیات~~ پر ~~ایک افسانہ~~ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

سعادت حسن منٹو ۱۱ مئی ۱۹۱۲ء کو سمرالہ ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸
جنوری ۱۹۵۵ء کو ۴۳ سال کی عمر میں لاہور میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے والد
مولوی غلام حسن صاحب منصب اعلیٰ تعلیم یافتہ [illegible] انہوں نے دو
شادیاں کی تھیں جن سے بارہ بچے ہوئے۔ چار لڑکے اور آٹھ لڑکیاں۔ منٹو کی
[illegible] ان میں سے تین سوتیلے بھائی جو عمر میں ان سے کافی بڑے
[illegible] منٹو نے ۱۹۳۱ء میں تین سال فیل ہونے کے بعد پنجاب
یونیورسٹی سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور انٹر میں اسی زبان کے پرچے میں
فیل ہوئے جس زبان کے وہ آج مقبول ترین افسانہ نگار ہیں۔

منٹو نے تمام عمر سماج کے مختلف جسم پر نشتر زنی کی اور اس کے کھوکھلے
پن کا پردہ فاش کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں زندگی کے مختلف رنگوں کو پیش
کیا ہے۔ خصوصاً ان طبقوں کو جو طوائف اور دوسری [illegible] ان کے یہاں مفلس کردار
اپنی تمام انسانی صفات کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ کوچوان، کلرک، مزدور، [illegible]
[illegible] طوائف، [illegible] جو اپنی تمام پریشانیوں کے ساتھ ہم کلام ہیں
[illegible] کی طرح وہ [illegible] ان کی پہچان کراتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔

افسانہ نگار اپنے عہد کی جو عکاسی کرتا ہے وہ ان معنوں میں اہم ہے
کہ وقت گزر جانے کے بعد [illegible] کے چشم دید گواہ ہیں کہ تاریخ دیتے ہیں اور بعض
اوقات یہ معاشرتی تاریخ اسی صداقت اور صورت واقعہ کے ساتھ رقم کرتے ہیں
کہ تاریخ داں بھی۔ اس کا تصور [illegible] کہ یہ محض کار بیکار نہیں ہوتا ہے۔ بعد
میں ناقدین ان کو اپنے اپنے طریقے سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔

سیماب صفت، جدت پسند منٹو کا اپنے عہد کے مسائل کو دیکھنے اور افسانوں میں
ڈھالنے کا بالکل الگ انداز تھا۔ اس کے ناقدین بھی شروع سے الگ الگ حلقوں میں
بٹے رہے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو اس کو اور اس کے افسانوں کو جنسی بے راہ روی کی
ترویج و اشاعت کا آلہ سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق منٹو پر جنس کا غلبہ تھا۔ اور
اس نوع کے افسانے لکھ کر وہ اپنی محرومی کا ازالہ کرتا تھا۔

Shahnaz Ara.